© rasailojaraid.com

مولانا محمد اکرم رحمانی
مدرس جامعہ سلفیہ

عدل

قسط نمبر ۲

قولہ تعالیٰ: ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (نحل)

گذشتہ دنوں ''شمارہ'' کے تحت عدل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ عدل کا ایک مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنے خالق و مالک کے درمیان عدل کرے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آدمی خود اپنے نفس کے ساتھ عدل کا معاملہ کرے۔

اس کی مزید وضاحت پیش خدمت ہے۔ انسان کا اپنے نفس اور جان کے ساتھ عدل یہ ہے کہ اسے ایسی تمام چیزوں سے بچائے جن میں اس کی جسمانی یا روحانی ہلاکت ہو۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے جسم کو بلاوجہ نقصان ہو یہ جائز نہیں۔ کسی مسلمان کیلئے اپنی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں اپنا سینا پیٹنا جائز نہیں۔ اپنا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں، کسی اونچی بلڈنگ سے چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو زخمی کرنا جائز نہیں آگ میں کود کر، سمندر میں ڈوب کر گولی چلا کر، گلے میں پھندا ڈال کر یا کسی بھی طریقہ سے خودکشی کرنا جائز نہیں اسلام میں یہ بدترین جرم ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر شدید ترین وعید بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو مارتا ہے۔ وہ مرنے کے بعد جہنم کی آگ میں گرتا چلا جائے گا جس میں اسے ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جو شخص زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اس کا زہر اسکے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا اور جو اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے قتل کرے گا تو اس کا وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں اسے ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا (بخاری و مسلم)

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بھی اپنی جان پر نا قابل برداشت بوجھ ڈالنا جائز نہیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ ایک بار مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹک رہی ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو صحابہ نے کہا کہ یہ رسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باندھ رکھی ہے وہ جب عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو نیند کو دور کرنے کیلئے اسکے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو۔ تم نشاط اور چستی کی حالت میں نماز پڑھا کرو جب تھک جاؤ تو سو جایا کرو۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو جحیفہ وھب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کر رکھا تھا ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی کو پراگندہ کپڑوں میں دیکھا۔ وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا کی تو کوئی رغبت ہی نہیں۔ ہر دن روزہ میں اور ہر رات قیام میں گذرتی ہے۔ عبادت کے علاوہ کسی چیز سے دلچسپی ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت ابوالدرداء سے فرمایا: بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ تمہاری جان اور نفس کا تم پر حق ہے۔ اور تمہارے اہل وعیال کا تم پر حق ہے۔ پس ہر حق والے کا حق اسے دو۔

یہ باتیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام والصلاۃ کو بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدق سلمان۔ سلمان نے سچ کہا ہے۔

(بقیہ: صفحہ 51 پر)

معاشرے کا ہر فرد ذمہ دار ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الامام راع ومسئول عن رعیتہ والرجل راع فی اھلہ ومسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا ومسئولۃ عن رعیتھا والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیتہ وکلکم راع ومسئول عن رعیتہ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے ان کی رعیت (ماتحتوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا امام ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت (اہل خانہ) کی بابت سوال ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا تم میں سے ہر ایک (اپنے اپنے معاملات کا) ذمہ دار اور اس کی رعیت (معاملے) کی بابت پوچھا جائے گا (بخاری و مسلم)

قارئین کرام: مذکورہ بالا حدیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کو چاہیے وہ حکمران ہو یا ایک عام آدمی حتیٰ کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت کو بھی اپنے اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے، اصلاح کرنے کا اور عدل وانصاف کے قیام کا ذمہ دار اور اس میں کوتاہی کرنے پر باز پرس کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ اگر مذکورہ بالا حدیث کے مطابق ہر فرد اپنی ذمہ داری اور مسئولیت کا احساس کرتے ہوئے معاشرے میں کام کرے تو یقیناً ہمارے عاشرے سے بے انصافی اور بدعنوانی اور ظلم وستم کا دور دورہ ختم ہو جائے اور وہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ اور جنت کی نظیر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

© rasailojaraid.com